جلد ۲۲	مطابق ۶ اگست سنہ ۱۹۳۴ء	یوم پنجشنبہ	۲۵ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۵۳ھ	نمبر ۳۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۴ ستمبر بوقت ساڑھے چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ابھی تک ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

صاحبزادہ منیر احمد ابن حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے رو بہ ترقی ہے۔ بخار ٹوٹ گیا ہے۔

۳ ستمبر بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں صوفی نبی بخش صاحب نے ذکر حبیب پر تقریر کی۔

مولوی جلال الدین صاحب شمس ۵ ستمبر گوجرانوالہ ایک تبلیغی جلسہ کے سلسلہ میں تشریف لے گئے۔

امسال جامعہ احمدیہ کے درجہ رابعہ یعنی مبلغین کلاس کے آخری امتحان میں آٹھ طلبا شریک ہوئے تھے جن میں سے ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی محمد شریف صاحب اور مولوی احمد خان صاحب علی الترتیب بارہ سو نمبر میں سے ۷۵۱-۷۰۲ اور ۶۵۸ نمبر لے کر کامیاب ہوئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ضرورتِ امام

"نادان لوگ کہتے ہیں۔ کہ امام کی ضرورت کیا ہے سب لوگ نماز۔ حج وغیرہ فرائض اپنی اپنی جگہ ادا کر رہے ہیں مگر یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ فی زمانہ ان کے درمیان نہ اندرونی خوبیاں ہیں اور نہ بیرونی۔ اللہ تعالےٰ نے جو انعمت علیہم میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا۔ وہ انعامات ان کے درمیان کہاں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ تو خود ہی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اخلاق خراب ہیں۔ اعمال خراب ہیں۔ ایمان نہیں۔ دین صرف ایک رسم رہ گیا ہے جس میں خالی استخوان ہے مغز نہیں۔ بیرونی حملوں کا یہ حال ہے کہ کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں کوئی نہ کوئی مرتد نہ ہو گیا ہو۔ وہ جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے۔ اور جن کے کانوں میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھا گیا تھا۔ اب گرجا میں بیٹھ کر ایک خدا کے ساتھ دوسرے اور تیسرے خدا بناتے ہیں۔ اور مُردوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیتے ہیں۔......

وہ کونسی خوش قسمتی کی بات ہے۔ جو اس وقت مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے۔ ہر پہلو سے ان کے حالات پر رونا آتا ہے۔ ایک اہل رائے ان کے حال سے بالکل نا امیدی ظاہر کرتا ہے۔"

(بدر ۲۱۔ جون سنہ ۱۹۰۶ء)

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک کے تبلیغی مشنوں کی ہفتہ وار ڈاک سے ضروری خبریں

حیفا میں تبلیغ

مولوی اللہ دتا صاحب مبلغ حیفا لکھتے ہیں۔ کہ گزشتہ ایام میں کبابیر اور حیفا میں تبلیغ بہت اچھے پیمانے پر ہوتی رہی بعلبک سے امیر رحال ملاقات کے لئے آئے۔ طرابلس کے فرقہ شاذلیہ کے امام کا ایک قریبی رشتہ دار یہاں آیا تھا اس سے کئی بار ملاقات ہوئی۔ اس نے اکثر مسائل میں ہمارے ساتھ اتفاق کیا۔ ایک احمدی دوست کی شادی ایک غیر احمدی لڑکی سے قرار پائی تھی۔ لیکن محکمہ شرعیہ کے قاضی نے حکماً اسے روکدیا۔ اور مجھے ملاقات کی بھی اجازت نہ دی۔ اس کے متعلق مناسب کارروائی کی جائے گی۔ جماعت حیفا کو رجسٹرڈ کرانے کے لئے کمشنر سے ملاقات کرچکا ہوں اور کاغذات پیش کئے جاچکے ہیں۔ رسالہ البشارۃ کو باقاعدہ طور پر جاری کرنے کے لئے حکومت فلسطین سے منظوری حاصل کرنے کے لئے درخواست دی ہے۔ آئندہ اس کا نام البشریٰ ہوگا۔ قاہرہ میں بعض نئے احباب ہیں۔ جو خاص اخلاص سے کام کررہے ہیں۔

انگلستان میں تبلیغ

مولوی محمد یار صاحب عارف لنڈن سے ۱۱ اگست کو لکھتے ہیں۔ کہ گزشتہ ہفتہ عیسائیوں نے ایک جلسہ کیا۔ جہاں کفارہ کے متعلق بعض سوالات کئے۔ مقرر صاحب خود جواب نہ دے سکے۔ اس لئے ایک اور شخص کو کھڑا کیا۔ جس سے دلچسپ گفتگو ہوئی۔ مختلف مقامات پر دو لیکچر دیئے گئے۔ جہاں بعض لوگوں نے سوالات کئے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔ تقریروں کے بعد انفرادی گفتگو بھی ہوتی رہی۔ ایک تقریر سر عبدالسلام صاحب نے کی۔ جس کے بعد میں نے سوالات کے جواب دیئے۔ ۲۶۔ جولائی چند ہندوستانی مسلمانوں سے ملاقات کی سلسلہ کے متعلق ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ ایک پڑوسی کے ہاں بھی جاکر اسے اچھی طرح تبلیغ کی۔ اور کتب پڑھنے کا بھی وعدہ لیا۔ تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ نومسلمین کی تعلیم و تربیت کی گئی۔

نواب سر سکندر حیات خان صاحب کی دعوت پر ۳۱ جولائی کو جناب درد صاحب رٹز ہوٹل میں گئے۔ جہاں چالیس کے قریب معززین مدعو تھے۔ سر میکلیگن۔ سر جیمز ڈنٹ سر ریجنالڈ کراڈاک سر گلینسی مسٹر جناح۔ سر عبدالقادر۔ مہاراجہ بردوان مسٹر ٹیلر نواب احمد یار خان دولتانہ میجر لارنس۔ اور مسٹر ایمرسن وغیرہ سے ملاقات ہوئی مؤخرالذکر سے جو گورنر پنجاب کے فرزند ہیں۔ بہت طویل گفتگو ہوئی۔

نائیجیریا میں تبلیغ

لیگوس مشن کے انچارج امام قاسم اجو سے ۲۱۔ جولائی کو تحریر کرتے ہیں۔ کہ گزشتہ ہفتہ میں نے متعدد اصحاب سے ملاقاتیں کرکے ان کو تبلیغ کی۔ لٹریچر کی تقسیم اس سے علیحدہ ہے۔ نائیجیریا ڈیلی ٹائمز میں ہمارے ایک دوست نے اسلام کی مدافعت میں ایک مضمون درج کرایا۔ تعلیم و تربیت کا کام بھی بدستور جاری ہے۔ پندرہ کس نے اس ہفتہ میں بیعت کی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کارکنانِ جماعت کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل ارشاد کا اعلان جناب ناظر صاحب اعلیٰ نے لوکل جماعت احمدیہ کی آگاہی کے لئے کیا۔ جسے بیرونی احباب کی اطلاع کے لئے درج اخبار کیا جاتا ہے۔

حضور نے جناب ناظر صاحب اعلیٰ کو مخاطب کرکے تحریر فرمایا:۔

"آپ کو اور دیگر ناظروں اور عہدیداروں کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ جب کوئی شخص ملنے یا کام کے لئے آئے ہر کارکن کا فرض ہے۔ کہ وہ کھڑا ہوکر اسے ملے خواہ کام والا چوہڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والا سزا کا مستوجب سمجھا جائے گا۔ نیز سب ناظروں اور نائب ناظروں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ جب بازاروں گلیوں سے گزریں۔ تو حتے الوسع سلام میں تقدم کریں"

موسے بنی مائنز میں تبلیغ احمدیت

انجمن احمدیہ موسے بنی نے بغرض تبلیغ مولانا عطاء الرحمن صاحب ایم۔ اے۔ اور مولوی دولت احمد صاحب بی اے بی ایل کو بلا کر ایک عظیم الشان جلسہ کیا۔ جس میں انگریز۔ ہندو بنگالی۔ مدراسی اصحاب شریک ہوئے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب کی مساعی جمیلہ سے مولوی عطاء الرحمن صاحب یہاں آئے۔ سال رواں میں ایک دفعہ غیر مسلم اصحاب کو بلاکر تبلیغ کی گئی۔ جن کی فواکہات سے تواضع کی گئی۔ دوسری دفعہ غیر احمدیوں کو بلاکر تبلیغ کی۔ اور چائے بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ بتقریب عید تین صد کے قریب ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو بلاکر پر تکلف دعوت کے بعد تبلیغ کی گئی۔ انجمن ہذا کے پچاس نوجوانوں نے احمدیہ کور قائم کرکے جنرل منیجر صاحب سے انعام حاصل کیا ہے۔ انفرادی تبلیغ انگریزوں کو کتب کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ فیاض الدین احمد۔

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد دارالفضل قادیان

فضلِ مولا چہ دلنوازی کرد
در سنہ چہل و نہ شہ محمود
خشتِ بنیادِ ایں نہاد کہ ہست
یافت تکمیل بعد از سہ سال
شد بپا مسجدے و تاریخش

خود شدہ کارسازِ دارالفضل
صاحب ہر ایازِ دارالفضل
سجدہ گاہِ نیازِ دارالفضل
شد حقیقت مجازِ دارالفضل
مسجدِ دل نوازِ دارالفضل

سنہ ۱۳۵۱ھ

نعمت اللہ گوہر۔ بی۔ اے۔

تبلیغی اشتہارات کے متعلق ضروری اعلان

انصار اللہ کی جماعتوں کو ہر ماہ باقاعدہ تبلیغی دو ورقہ بھیج دیا جاتا ہے۔ اور بعض ایسی جماعتوں کو بھی جہاں انصار اللہ قائم نہیں۔ بھیجا جاتا ہے لیکن سوائے چند جماعتوں کے باقی کسی کی طرف سے ان کی اشاعت کی اطلاع دفتر میں نہیں پہنچتی۔ بعض جماعتیں یہ شکایت کرتی ہیں کہ ان کو تبلیغی ٹریکٹ نہیں بھیجے جاتے۔ ان کے مطالبہ پر ان کو بھیج دیئے جاتے ہیں لیکن آئندہ جماعتیں مطلع رہیں۔ کہ ان جماعتوں کو جو تبلیغی رپورٹیں دفتر میں نہیں بھیجتیں۔ تبلیغی دو ورقہ نہیں بھیجا جائے گا۔ ہاں جن کی رپورٹیں باقاعدہ آتی رہتی ہیں۔ اگر ان کو تبلیغی دو ورقہ نہ پہنچے۔ تو وہ دفتر سے منگوا سکتی ہیں۔ جہاں انصار اللہ کی جماعتیں قائم نہ ہوں۔ وہاں دوست جلد قائم کرکے دفتر میں اطلاع دیں۔ ان کو تبلیغی پمفلٹ ہر ماہ ضرور بھیجدیئے جائیں گے۔ ماہ اگست کی تبلیغی ماہواری رپورٹ دوست جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

ہندوستان پر گردشِ ایّام کا تسلّط

انسان غافل اور خود فراموش انسان جب ظلم و سرکشی فسق و فجور میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ اور باوجود متنبہ کئے جانے اور سامان ہدایت مہیا کر دیئے جانے کے گمراہی اور ضلالت سے نہیں نکلنا چاہتا۔ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے قہری نشانات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو دُنیا میں تہلکہ ڈال دیتے۔ اور شور برپا کر دیتے ہیں۔ اس وقت جن لوگوں میں رشد و ہدایت کا کچھ نہ کچھ مادہ ہوتا ہے۔ وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو ازلی مردود ہوتے ہیں۔ ان کے بوجھ سے زمین کی پیٹھ کو ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ اور ان پر ہلاکت و بربادی کا سیلاب بہا دیا جاتا ہے ؛۔

کچھ عرصہ سے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بھی تباہ کُن اور بربادی بخش نظارہ نظر آ رہا ہے۔ جو اپنی ہیبت اور شدت میں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ جیسا کہ پے در پے رونما ہونے والے حادثات سے ظاہر ہے۔ جن کا نہایت ہی مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے ؛۔

گزشتہ جنوری میں جو زلزلہ بہار اور دُوسرے علاقوں میں آیا۔ وُہ اتنی بڑی آفت تھی۔ کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ہزاروں انسان نذرِ اجل ہو گئے کروڑوں کی جائدادیں تباہ ہو گئیں۔ اور میلوں تک لہلہاتے ہُوئے کھیت ریگستان بن کر رہ گئے۔ ابھی آفت زدوں کی امداد کا کام شروع ہی ہُوا تھا۔ کہ آسام میں سیلاب آگیا۔ ہزاروں مویشی بہہ گئے۔ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ گھر برباد ہو گئے۔ بے شمار انسان غرق ہو گئے۔ عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ بچے یتیم ہو گئے۔ اب تک بے شمار گاؤں زیرِ آب ہیں۔ اور ہزارہا ایسی عورتیں موجود ہیں جن کے پاس ستر ڈھانکنے کے لئے ایک چیتھڑا تک نہیں ہے۔ ابھی یہ آفت بدستور نازل ہے۔ اور ابھی بے شمار بھوکے اور ننگے انسان درختوں کے اوپر پناہ گزیں ہیں۔ کہ صُوبہ بہار میں سیلاب آگیا۔ ہر طرف تباہی و بربادی کا دور دورہ ہے۔ سرجو۔ سون۔ اور گنگا کے دریاؤں میں دفعتہً طغیانی آگئی۔ ضلع چھپرا سارے کا سارا زیرِ آب ہے۔ شاہ آباد۔ سارن اور پٹنہ کے اضلاع میں بے شمار آفت زدہ لوگ گھروں کی چھتوں اور درختوں کے اوپر پناہ گزیں ہیں اور چونکہ چاروں طرف میلوں تک پانی ہی پانی پھیل رہا ہے اس لیے کہیں جا نہیں سکتے۔ اور درختوں کے اوپر دن رات کھانے پینے بغیر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کروڑوں روپے کے مکانات۔ ان کا سامان۔ ہزاروں مویشی۔ اور بے شمار انسان اس سیلاب کی نذر ہو چکے ہیں۔ اور ابھی پانی کے اترنے کے کوئی آثار نہیں بلکہ روز بروز زیادہ بارش اور زیادہ طغیانی کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اس وقت تک جو نقصان ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق بابو راجندر پرشاد مہتمم زلزلہ ریلیف فنڈ کا بیان ہے، کہ ”زلزلہ سے اس علاقہ میں جو نقصان ہُوا تھا۔ اس سے کئی گنا زیادہ نقصان سیلاب کی وجہ سے ہُوا ہے۔“ (ملاپ ۳ اگست) اور انہوں نے تباہی و بربادی کے مقابلہ میں انسانی تدابیر کی ناکامی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ ”انسانی تدابیر تقدیر کے آگے کچھ مؤثر ثابت نہیں ہو رہی ہیں۔“

غرض ہندوستان کے ایک وسیع رقبہ میں انسانی و حیوانی جانوں کی ہلاکت۔ آبادیوں کی بربادی اور مال و اسباب کی تباہی کا ایسا ہیبت ناک منظر رونما ہو رہا ہے۔ کہ بے اختیار یہ آواز بلند ہو رہی ہے ”ہندوستان پر خدا جانے گردش ایام اس قدر کیوں مسلط ہے۔ کہ اس کے بدقسمت باشندوں کو چین سے بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔“ (انقلاب یکم ستمبر)

خدا تعالےٰ تو اس گردشِ ایام کی وجہ جانتا ہی ہے لیکن اس نے انسانوں کی آگاہی کے لئے اپنے صحیفہ میں بھی اسے بیان کر دیا ہُوا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ **وما کنا مھلکی القریٰ الا واھلھا ظالمون** - یعنی اے تباہیوں اور بربادیوں میں گھرے ہُوئے یہ کہنے والے انسانو کہ ”خدا جانے گردش ایام اس قدر کیوں مسلط ہے“! سُنو تمہارا رب ایسا نہیں ہے کہ یونہی آبادیوں کو ویران اور بستیوں کو برباد کرنے کے لئے قسم قسم کے عذاب نازل کرے بلکہ اس وقت عذاب نازل کرتا ہے۔ جب لوگ ظالم ہو جائیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں عدل کو مدنظر نہ رکھیں۔ انسانیت کی حدُود کو توڑ کر بدیوں۔ اور بدکاریوں کا دلیری سے ارتکاب کرنے لگیں ؛۔

مگر ایسی حالت میں بھی پہلے خدا تعالےٰ کی صفت رحمانیت اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ اپنے کسی برگزیدہ کو رحمت مجسم بنا کر بھیجتا ہے۔ تاکہ وُہ لوگوں کو اصلاح کی طرف توجہ دلائے۔ اصلاح کا طریق بتائے۔ اور اطلاع دے۔ کہ اگر تم نے اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی۔ تو خدا کے غضب کا نشانہ بنو گے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ **وما کان ربک مھلک القریٰ حتّٰی یبعث فی امھا رسولاً یتلوا علیھم اٰیاتنا** - کہ خدا تعالےٰ بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان میں سے کسی میں اپنا رسول نہ بھیجے۔ تاکہ وُہ لوگوں کو خدا کے نشانات دکھائے پھر فرمایا۔ **وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا** - کہ ہم دُنیا میں اس وقت تک ہمہ گیر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک رسول بھیجکر اتمامِ حجت نہ کر لیں ؛۔

ان آیات میں دُنیا پر عذاب نازل ہونے کی وجہ نہایت وضاحت کے ساتھ بتا دی گئی ہے۔ موجُودہ زمانہ میں خدا تعالےٰ نے جب دُنیا کو قابلِ اصلاح پایا۔ تو اس نے اپنا ایک برگزیدہ بھیجا جس نے آج سے کچھ عرصہ قبل مسلسل کئی سال تک دعوتِ حق دینے اور صراطِ مستقیم کی طرف بلانے کے بعد اہلِ ہند کو مخاطب کر کے واضح اور کھلے الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ

”میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وُہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وُہ چپ رہا۔ مگر اب وُہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنیں۔ کہ وُہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا۔ کہ تقدیر کے نوشتے پُورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نُوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔“ (حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۲۵۷)

آج یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جو کچھ کہا گیا تھا۔ اس کے حرف بحرف پُورے ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی رہ گیا ہے۔ پس جبکہ ہندوستان پر گردش ایام کے آنے کا ہر شخص اقرار کر رہا ہے۔ اور اس کے آنے کی وجہ بھی معلُوم ہو گئی۔ تو کیا عقل و فکر کا تقاضا یہ نہیں ہے۔ کہ اہل ہند دینی اور دُنیوی لحاظ سے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں فسق و فجور سے علیحدگی اختیار کریں۔ اور اس خدائے یگانہ کے آستانہ پر جھکیں۔ جس سے غفلت اختیار کرنے کی وجہ سے وُہ ہلاکت اور تباہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر مصائب۔ اور ہلاکتوں سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ انسانی تدابیر بالکل

پیچ ہیں۔ اور یہ بات روز بروز واضح ہوتی جا رہی ہے۔ کہ مصائب میں کمی آنے کی بجائے ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے ایک مصیبت کے اثرات ابھی تازہ ہی ہوتے ہیں۔ کہ دوسری آپڑتی ہے یہ ایام گردش رجوع الی اللہ سے ہی ٹل سکتے ہیں جس کی توفیق خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے سے مل سکتی ہے ؛

آریہ اور سر سپرو

آریہ اخبارات نہ صرف مملکت نظام کے خلاف بے ہودہ شور مچا رہے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی انہیں صحیح مشورہ دیتا ہے یا ان کے رویہ کو غیر مناسب قرار دیتا ہے۔ تو اس کے پیچھے بھی پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ پنجاب کے آریہ اخبارات "الفضل" کے خلاف اسی وجہ سے لمبے لمبے مضامین شائع کر رہے ہیں۔ اور بدزبانی سے کام لے رہے ہیں۔ اگر آریوں کو ہماری سچی باتیں کڑوی لگتی ہیں۔ تو سر سپرو ایسے معزز اور بارسوخ ہندو کے متعلق کیا کہیں گے۔ جنہوں نے حال ہی میں اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ "مجھے افسوس ہے۔ کہ آریہ سماجی بے وجہ شور و غل کر رہے ہیں جس شخص نے حیدر آباد کے طرز حکومت کو دیکھا ہے۔ وہ اس کی غیر جانبداری اور رواداری کی داد دیئے بغیر نہ رہے گا حضور نظام بے حد غیر جانبدار اور منصف مزاج حکمران ہیں۔ جو ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ پارسی۔ اور تمام رعایا کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں"

کیا آریہ اب بھی یہ کہتے ہوئے نہ شرمائیں گے۔ کہ مملکت نظام میں ان کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں ہوتا۔ ہر قسم کے فتنہ اور شرارت کا انسداد کرنا حکومت کا فرض ہوتا ہے۔ اس لئے اگر آریہ یہ چاہیں۔ کہ مذہبی آزادی کے پردہ میں رعایا کے درمیان فتنہ پھیلانے کا موقعہ پا سکیں۔ تو اس کی قطعاً امید نہ رکھیں۔ باقی مذہبی فرائض کی ادائگی میں جس طرح پہلے انہیں آزادی رہی ہے۔ اسی طرح اب بھی ہے۔ اور آئندہ بھی رہے گی ؛

مانگرول کا قابل تعریف رویہ

ریاست مانگرول کے خلاف شورش پیدا کرنے کے لئے جس پنڈت نے گئوکشی کی آڑ لے کر فاقہ کشی شروع کی تھی اور جس نے گاندھی جی کے یہ کہنے پر کہ برت کو اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دو۔ جب تک والیئے مانگرول سے اس بارے میں گفتگو کر کے جواب نہ لے لیا جائے۔ کہا تھا۔ برت ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جس مقصد کی خاطر میں نے جان دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اس کے لئے اگر میں مر گیا۔ تو ہندوستان کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ محض ایک غلام کی کمی ہوگی۔ اب ۲۳ دن کے بعد خود بخود برت ختم کر دیا ہے ؛

یہ دراصل والیئے مانگرول کے اس جواب کا نتیجہ ہے۔ جو ان کی طرف سے ان لوگوں کو دیا گیا۔ جنہوں نے ان سے کہا تھا۔ کہ وہ اپنے اس حکم کو واپس لے لیں۔ جو انہوں نے گئوکشی کی اجازت کے لئے جاری کیا ہے۔ تاکہ ایک برہمن کی زندگی بچ جائے اور جو بالفاظ ہندو اخبارات یہ تھا "ایک برہمن کی خاطر گئوکشی کے حکم کو واپس نہیں لیا جا سکتا۔ حکومت اپنے فیصلے پر قائم رہے گی"

اس جواب کی معقولیت میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ اگر فاقہ کشی کے ذریعہ حکومت کے فیصلوں کو تبدیل کرانا ممکن ہو جائے۔ تو اندھیر آ جائے۔ ریاست مانگرول نے اس بارے میں جو رویہ اختیار کیا۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ اور ایسی مثال قائم کی ہے۔ جو فاقہ کشی کی وبا کو بہت کچھ دور کرنے کا موجب ہو سکتی ہے ؛

مخلوط انتخاب اور مسلمان

اگرچہ مسلمانان ہند کی بہت بڑی اکثریت مخلوط انتخاب کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس وقت تک کا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ مخلوط انتخاب کے ذریعہ کسی مسلمان کا خواہ وہ کتنا ہی قابل ہو۔ کسی ہندو کے مقابلہ میں کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ لیکن بعض مسلمان لیڈر جو دراصل ہندوؤں کے آلہ کار ہیں۔ یہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو مخلوط انتخاب کے حامی بنائیں۔ اور ہندو تو دن رات مخلوط انتخاب کے گن گاتے رہتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ میدان سیاست میں وہ ہندو مسلمان میں امتیاز نہیں کریں گے۔ بلکہ قابل امیدوار کو کامیاب بنانے میں امداد دیں گے۔ خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ان کے اس دعوے کی تردید انتخاب اسمبلی کے حلقہ دہلی سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔ جہاں مخلوط انتخاب ہے۔ اس وقت تک اسی حلقہ سے ہندو امیدوار ہی کامیاب ہوتا رہا ہے۔ اور آئندہ الیکشن کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ کانگرس نے اسمبلی کے لئے مسٹر آصف علی صاحب بیرسٹر کو نامزد کیا ہے۔ پہلے کی طرح مالوی جی ایک ہندو مہا سبھائی امیدوار مسٹر شو نرائن کو کھڑا کر رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اب مسلسل تیسری بار بھی دہلی کے مخلوط انتخاب سے کسی مسلمان کو خواہ وہ کتنا بڑا کانگرسی ہو۔ کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ چونکہ اس حلقہ میں ہندو ووٹروں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں قریباً دوگنی ہے۔ اس لئے ہندو امیدوار کا کامیاب ہونا یقینی ہے۔ کیا مخلوط انتخاب کی اسی قسم کی مثالوں سے مسلمانوں کو ہندو اس کی برکات کا قائل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ موجودہ ہندوؤں کی تنگ دلی کا کوئی علاج نہیں۔ اور جب تک ان میں اس قسم کی تنگ دلی پائی جاتی ہے۔ مخلوط انتخاب کا نام لینا بھی مسلمانوں کے لئے سم قاتل ہے ؛

ہنگامی قوانین کے متعلق کانگرس کا مطالبہ

کانگرسی ایک طرف تو یہ کہتے ہیں۔ کہ حکومت کو وہ قوانین منسوخ کر دینے چاہئیں۔ جو کانگرس کی تحریک سول نافرمانی کو ناکام کرنے کے لئے بنائے گئے۔ اور دوسری طرف موقعہ بے موقعہ یہ بھی کہتے رہتے ہیں۔ کہ کانگرس نے سول نافرمانی ترک نہیں کی۔ بلکہ ملتوی کی ہے۔ اور اسے ہر وقت جاری کیا جا سکتا ہے۔ جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ سول نافرمانی نہ تو مستقبل قریب میں کانگرس شروع کر سکتی ہے اور نہ اسے چلا سکتی ہے۔ یہ بات خود کانگرسی بھی جانتے ہیں۔ مگر وہ کہتے یہی ہیں۔ کہ سول نافرمانی پھر شروع کی جائے گی۔ اس طرح وہ خود حکومت کو اس بات کا موقعہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ہنگامی قوانین کو جاری رکھے۔ چنانچہ حال میں جب کونسل آف سٹیٹ میں یہ ریزولیوشن پیش کیا گیا۔ کہ گورنمنٹ اس امر کا اعلان کرے۔ کہ وہ ان قوانین کو دوبارہ نافذ نہ کریگی جو سول نافرمانی کو دبانے کے لئے نافذ کئے گئے تھے۔ کیونکہ کانگرس نے سول نافرمانی کو معطل کرنے اور انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تو حکومت کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ "یہ قوانین خاص ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے نافذ کئے گئے تھے۔ اگرچہ مسٹر گاندھی اور کانگرس نے عارضی طور پر سول نافرمانی کو معطل کر دیا ہے۔ مگر گورنمنٹ کو اس بات کا یقین نہیں۔ کہ اسے پھر شروع نہ کیا جائیگا"

ان حالات میں گورنمنٹ کا جواب بہت وزنی ہے کانگرسی اگر چاہتے ہیں۔ کہ ہنگامی قوانین سے ملک کو نجات حاصل ہو۔ تو انہیں سول نافرمانی سے بالکل دست بردار ہو جانے کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ اور کہہ دینا چاہیئے کہ جس بات کے تجربہ سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوا اسے پھر اختیار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اپنی جدوجہد کو آئین کے اندر محدود رکھا جائیگا اس کے بعد حکومت کے لئے ہنگامی قوانین کو منسوخ نہ کرنے کے متعلق کوئی عذر باقی نہ رہے گا ؛

اسلام پر اعتراضات کے جواب

قرآن کریم کی حفاظت کے متعلق "آریہ مسافر" کا بے بنیاد اعتراض

دروغگو را حافظہ نباشد

اخبار "آریہ مسافر" لاہور نے اپنی ۲۶ اگست کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان "موجودہ قرآن" درج کیا ہے۔ جس میں مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کے ایک اقتباس کی آڑ میں یہ ثابت کرنے کی سعی ناکام کی ہے۔ کہ قرآن مجید اپنی اصلی صورت میں محفوظ نہیں۔ بلکہ بہت کچھ محرف و مبدل ہوچکا ہے۔ مگر مثل مشہور ہے۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ راقم مضمون نے خود ہی مولوی نذیر احمد صاحب کی یہ تحریر بھی درج کر دی ہے۔ "خدا نے اپنے کلام کی حفاظت کا ایسا مستحکم انتظام فرمادیا۔ کہ ہر ایک زمانہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو قرآن کے حفظ کرنے کا شوق رہا ہے۔ اور اب بلا مبالغہ یہ کیفیت ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ تمام روئے زمین سے مکتوبی قرآن معدوم ہو جائیں۔ تو کوئی قطعۂ زمین ایسا نہیں جہاں حافظ قرآن نہ ہوں۔ اور ان کی یادداشت سے قرآن نہ لکھ لیا جائے جبقدر قرآن مختلف قطعات زمین میں اس طرح لکھے جائیں گے۔ ان کے باہم زیر و زبر اور نقطے تک کا بھی فرق نہ ہوگا۔"

جو شخص قرآن مجید کے محفوظ اور غیر متبدل ہونے پر اس قدر وثوق اور یقین رکھتا ہو۔ اس کی کسی تحریر کو قرآن کریم کے غیر محفوظ ہونے کے ثبوت میں پیش کرنا اپنی کوتاہ اندیشی کا ثبوت مہیا کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

حفاظت قرآن کے متعلق مولوی نذیر احمد صاحب کا بیان

مولوی نذیر احمد صاحب کے جن الفاظ پر "آریہ مسافر" نے اپنے اعتراض کی بنا رکھی ہے، اور جنہیں اس نے بخط جلی شائع کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ "پیغمبر صاحب کی زندگی میں قرآن کا کسی بایک شخص کے پاس جمع ہونا ثابت نہیں ہوتا"۔ اگر تاریخی اعتبار سے یہ الفاظ درست ہوں۔ تو بھی ان الفاظ سے یہ کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں نعوذ باللہ کمی بیشی ہوئی۔ کیونکہ ان کے ساتھ ہی مولوی صاحب نے لکھدیا ہے

"پیغمبر صاحب نزول وحی کے وقت الفاظ وحی کے اعادہ کرنے میں عجلت فرماتے تھے۔ اور ادھر کیفیت نزول وحی زائل ہوتی۔ اُدھر آپ کسی پڑھے لکھے صحابی کو بلاکر وحی کو لکھوا دیتے تھے پیغمبر صاحب کے زمانہ میں کتابت کا رواج ابتدائی حالت میں تھا۔ اور خاصکر عرب میں یوں ہی لکھنے پڑھنے کا دستور بہت ہی کم تھا۔ پس وحی کبھی ہرن کی جھلیوں اور کبھی اونٹ کی ہڈیوں اور کھجور کے پتوں اور کبھی پتھر کی کتلوں پر لکھی جاتی تھی۔ اور اصحاب میں سے جن کو زیادہ شوق تھا۔ وہ بطور خود وحی کو جمع بھی کرتے جاتے تھے۔"

پس مولوی نذیر احمد صاحب کے بیان سے بھی ظاہر ہے کہ قرآن مجید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی محفوظ چلا آتا ہے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی حفاظت کا اہتمام فرماتے۔ اور اس کی کتابت کراتے رہتے۔ اور گو زمانہ کے مخصوص حالات کے ماتحت کبھی ہرن کی جھلیوں اور کبھی اونٹ کی ہڈیوں پر لکھنا پڑتا۔ پس مولوی نذیر احمد صاحب کی جو تحریر "آریہ مسافر" نے اپنے بے بنیاد خیالات کی تائید میں پیش کی ہے اس کا قطعاً وہ مطلب نہیں۔ جو "آریہ مسافر" نے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب کے دوسرے بیانات اس مطلب کو رد کر رہے ہیں علاوہ ازیں وہ الفاظ بھی اس کے متحمل نہیں۔ بلکہ ان کا صحیح مطلب یہ ہے۔ کہ اس وقت کسی ایک شخص کے پاس سارا قرآن موجود نہ تھا۔ نہ کہ مختلف اصحاب کے پاس اس کے مختلف اجزا جن سے مکمل قرآن بنتا تھا۔ وہ بھی نہ تھے۔

پھر اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسے قطعی اور یقینی ثبوت موجود ہیں۔ جن سے مکمل طور پر ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید آج انہی الفاظ میں موجود ہے۔ جن میں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور ایک نقطہ یا شوشہ کی بھی اس میں کمی بیشی نہیں ہوئی

وحی قرآن ضبط تحریر میں لائی گئی

قرآن مجید کے محفوظ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جن پر یہ کلام الٰہی نازل ہوا اپنے سامنے وحی الٰہی لکھاتے۔ تاکہ بعد میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہ ہو۔ چنانچہ تاریخ اسلامی اور احادیث صحیحہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب قرآن مجید کا کوئی حصہ نازل ہوتا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسی وقت لکھوا کر مشتہر کرا دیتے۔ بلکہ اکثر صحابہ کو حفظ کرا دیتے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ رسم تحریر عرب میں موجود نہیں تھی۔ کیونکہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا۔ کہ عرب میں جب کوئی شاعر اعلےٰ درجہ کی نظم کہتا۔ یا اعلےٰ درجہ کی نثر لکھتا۔ تو اسے لکھ کر کسی پبلک مقام پر معلق کر دیا جاتا۔ چنانچہ مشہور معلقات جو "سبعہ معلقہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی طرح لٹکائے گئے تھے پس تحریر کا عرب میں رواج تھا۔ گو زیادہ نہ تھا۔ اور تحریر کا عام رواج نہ ہونا اس امر کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ کہ قرآن مجید لکھوایا نہیں گیا تھا۔ ضرور لکھایا گیا تھا۔ جس کا اعتراف غیر مسلم محققین کو بھی ہے

سر ولیم میور کا بیان

چنانچہ سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔ "اسبات کو ماننے کے لئے زبردست وجوہ موجود ہیں کہ (حضرت) رسول (کریم صلے اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں متفرق طور پر قرآن شریف کے نسخے لکھے ہوئے صحابہ کے پاس موجود تھے اور ان نسخوں میں سارا قرآن۔ یا قریباً سارا قرآن لکھا ہوا موجود تھا اس میں شک نہیں۔ کہ (حضرت) (محمد صلعم) کے دعویٰ نبوت سے بہت پہلے مکہ میں فن تحریر مروج تھا۔ اور مدینہ میں جا کر تو خود پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مراسلات لکھوانے کے لئے کئی صحابی مقرر کئے ہوئے تھے۔ ... جو لوگ بدر میں گرفتار ہو کر آئے تھے انہیں اس شرط پر وعدۂ رہائی دیا گیا تھا۔ کہ وہ بعض مدنی آدمیوں کو لکھنا سکھلاویں۔ اور اگرچہ اہل مدینہ اہل مکہ کے برابر تعلیم یافتہ نہ تھے لیکن وہاں بھی بہت سے ایسے لوگ موجود تھے۔ جو اسلام سے پہلے لکھنا جانتے تھے۔" (صفحہ ۲۸)

راڈول کا بیان

راڈول ایک یورپین مصنف ہے جس نے انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ وہ بھی آیت انہ لقراٰن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون کے ماتحت لکھتا ہے۔" اس جملہ سے کم ازکم اتنا تو پتہ ملتا ہے۔ کہ قرآن شریف کی سورتوں کے لکھے ہوئے نسخے اس وقت عام طور پر زیر استعمال تھے"

قرآن کریم کی اندرونی شہادت

قرآن مجید کی بعض اندرونی شہادات بھی اس امر کا ثبوت ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا۔ چنانچہ کفار مکہ کے اس اعتراض کے جواب میں کہ قرآن مجید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ اپنی طرف سے بنا لیا ہے ان کو چیلنج دیا گیا۔ کہ فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو۔ اور سمجھتے ہو کہ انسان اس قسم کا کلام تیار کر سکتا ہے۔ تو دس سورتیں ہی اس کے مقابل کی لاؤ۔ اور خدا کے سوا جسکو بھی چاہے اپنی مدد کے لئے بلا لو۔ یہ سورۂ ہود کی آیات ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل میں جو اس سے پہلے کی نازل شدہ ہے آتا ہے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا۔ پھر سورۂ بقرہ میں یہ تحدی یوں درج ہے۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ ان مکی اور مدنی سورتوں میں یہ چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ قرآن کی سورتوں کے بالمقابل کوئی ایک

یا ایک سے زیادہ سورتیں تیار کر کے لاؤ۔ یہ چیلنج بتاتا ہے۔ کہ قرآن شریف کی سورتیں اس وقت لکھی ہوئی موجود تھیں۔ ورنہ چیلنج بے معنی ہوتا۔ کیونکہ کفار کی طرف سے جواب دیا جاتا۔ کہ پہلے ہمیں وہ سورتیں تو دکھاؤ جنکا جواب چاہتے ہو۔ لیکن کہیں سے ثابت نہیں۔ کہ کفار نے یہ کہا ہو۔ بس قرآن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی لکھا ہوا موجود تھا۔ اسی لئے کفار سے کہا جاتا تھا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے۔ تو تم بھی ایسا کلام تیار کرو۔ مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔

احادیث کی شہادت

پھر کثرت سے ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی ہر ایک آیت یا سورۃ جس طرح کہ وہ نازل ہوئی۔ اسی وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لکھی جاتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما یاتی علیہ الزمان ینزل علیہ من السور ذوات العدد فکان اذا نزل علیہ الشئی یدعو بعض من یکتب عندہ فیقول ضعوا ھذا فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۹) یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا۔ کہ ایسے اوقات میں جب آپ پر چند سورتیں ایک ہی وقت میں نازل ہو رہی ہوتیں۔ تو جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ ان اشخاص میں سے جو قرآن کریم لکھا کرتے تھے کسی ایک کو بلوا بھیجتے اور اسے فرماتے۔ کہ یہ آیت فلاں سورۃ میں جہاں ایسا ذکر ہے لکھو

بخاری باب کاتب النبی صلے اللہ علیہ وسلم میں حضرت براء کی یہ روایت آتی ہے۔ کہ لما نزلت لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاھدون فی سبیل اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادع لی زیداً ولیجئ باللوح والدواۃ والکتف او الکتف والدواۃ ثم قال اکتب لا یستوی القاعدون۔ یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی کہ لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاھدون فی سبیل اللہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ زید کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اور کہو کہ قلم دوات ساتھ لائے۔ زید آیا۔ تو آپ نے اسے حکم دیا کہ یہ آیت لکھو۔ اسی باب میں یہ ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ زید کو مخاطب کر کے فرمایا۔ انک کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی تو آنحضرتؐ کی وحی لکھا کرتا تھا۔

کاتبان وحی

حضرت زید ہی وحی قرآنی نہیں لکھا کرتے تھے۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت زبیر بن عوام، حضرت خالد، حضرت ابان، حضرت ابی بن کعب، حضرت حنظلہ بن الربیع، حضرت عبد اللہ بن ارقم، حضرت شرجیل بن حسنہ، حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت معیقب بن ابو فاطمہ رضی اللہ عنہم بھی وقتاً فوقتاً وحی قرآنی لکھا کرتے تھے۔ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۹)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد

صحیح مسلم میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا لا تکتبوا عنی شیئاً غیر القرآن یعنے مجھ سے سوائے قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھو۔ یہ ہدایت اس لئے دی۔ کہ احادیث اور قرآن مخلوط نہ ہو جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی سرگذشت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن شریف اس زمانہ میں لکھا جاتا تھا۔ چنانچہ روایت میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عمرؓ جب اپنی ہمشیرہ کو زخمی کرنے کے بعد پشیمان ہوئے تو انہوں نے کہا۔ جو کتاب تم پڑھ رہے ہو۔ وہ لاؤ۔ اور مجھے دکھاؤ۔ لانے پر انہوں نے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ سورۃ طٰہٰ ہے۔ جو کتابی صورت میں لکھی ہوئی تھی۔ اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ بالکل ابتدائی زمانہ اسلام میں ہی مسلمانوں میں عام طور پر لکھے ہوئے قرآن شریف موجود تھے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے قرآن شریف جمع کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو حضرت عمرؓ نے عام طور پر اعلان کر دیا کہ جس کسی کے پاس قرآن شریف کا کوئی حصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہنچا ہوا ہو۔ وہ لے آئے۔ ان دنوں لوگ قرآن شریف کو کاغذ الواح اور کھجور کی تختیوں پر لکھا کرتے تھے۔ اور کسی شخص سے کوئی حرف بھی لکھا ہوا منظور نہ کیا جاتا۔ جب تک دو گواہ یہ گواہی نہ دیتے۔ کہ وہ تحریر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو لکھی گئی تھی۔

یہ شواہد اس امر کا قطعی ثبوت ہیں۔ کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے روبرو مکمل طور پر لکھ لیا گیا تھا۔ عموماً کاغذ اور چمڑے پر قرآن شریف لکھا جاتا تھا۔ دوسری چیزیں مثلاً الواح سنگ اور ہڈیاں وغیرہ جنکا ذکر آتا ہے۔ وہ محض ایسی حالت میں استعمال کی جاتی تھیں۔ جب مثلاً سفر میں ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے کاغذ یا چمڑا نہ مل سکتا تھا۔

صحابہ میں قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق

قرآن شریف کے محفوظ ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہے۔ کہ سارا قرآن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ کرام حفظ کر چکے تھے۔ اور آج اس زمانہ میں بھی ہزارہا قرآن شریف کے حافظ اور قاری موجود ہیں۔ لیکن عرب کے خاص حالات ایسے تھے کہ ان کے لئے قرآن کو ازبر کرنا بہت آسان تھا۔ سر ولیم میور جیسا معاند بھی لکھتا ہے۔ "عرب لوگ نظم کے بہت سرگرم اور جان دادہ مشتاق تھے لیکن ان کے پاس ایسے اسباب موجود نہ تھے۔ کہ جن سے وہ اپنے شاعروں کے کلام کو ضبط تحریر میں لاسکتے۔ اس لئے بہت مدت تک ان میں یہی رواج رہا۔ کہ اپنے شعراء کے کلام اور اپنی قوم اور آباء و اجداد کے تاریخی واقعات کو دل کی زندہ الواح پر بڑی بہت عمدگی اور صحت کے ساتھ طبع کر لیتے۔ اس طرز سے ان میں قوت حافظہ کمال درجہ ترقی پر پہنچ گئی ہوئی تھی۔ اور یہی قوت حافظہ اس نئی پیدا شدہ رُوح کے ساتھ پورے اخلاص اور شوق سے قرآن کے حفظ کرنے میں کام آئی" (دیباچہ لائف آف محمد صفحہ ۱۶)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خواہش

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی یہ چاہتے تھے۔ کہ صحابہ حفظ قرآن کی نعمت حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب میں سے بہتر وہی ہے۔ جو قرآن شریف سیکھے اور سکھلائے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو آدمیوں پر کرنا چاہیئے۔ ایک وہ جسے خدا نے قرآن پڑھایا۔ اور وہ دن رات اس کی تلاوت میں مشغول رہا۔ دوسرے جسے خدا نے مال دیا اور وہ اسے خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال نارنجی کی طرح ہے۔ کہ اس کا ذائقہ بھی خوشگوار اور خوشبو بھی طیب ہے۔ اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا۔ اس کی حالت کھجور سے مشابہ ہے۔ کہ جسکا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن اس میں کوئی خوشبو نہیں

صحابہؓ کا طریق عمل

صحابہ میں قرآن مجید کے حفظ اور اس کی تلاوت کرنے کا اس قدر شوق تھا۔ کہ ایک صحابی کی نسبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ ہر رات قرآن شریف ختم کرتا ہے۔ اس پر آپ نے اسے بلا کر ہدایت فرمائی۔ کہ ایک رات میں نہیں۔ بلکہ سات یا پانچ یا کم از کم تین دنوں میں قرآن شریف ختم کرنا چاہیئے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ میں کتنے عرصہ میں قرآن شریف ختم کیا کروں۔ آپ نے فرمایا تیس دنوں میں۔ انہوں نے عرض کیا میں تو بہت جلدی ختم کر سکتا ہوں۔ آپ نے کہا ۲۵ روز میں ختم کر لیا کرو۔ انہوں نے پھر کہا۔ کہ میں اس سے بھی تھوڑے عرصہ میں ختم کر سکتا ہوں۔ آپ نے اور کمی کر دی۔ یہاں تک کہ پانچ دنوں کی میعاد مقرر کر دی۔ غرض صحابہ میں کئی ایک کو قرآن حفظ تھا۔ ان میں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت سالم، حضرت معاذ اور حضرت ابی بن کعب کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بھی حافظ قرآن تھیں۔ بلکہ صحابہ میں تو قرآن مجید کے حافظوں کی اتنی کثرت تھی۔ کہ ایک غزوہ میں کفار نے جن مسلمانوں کو شہید کیا۔ ان میں سے ستر قراء اور حافظ قرآن تھے۔ پس قرآن مجید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی لکھوایا گیا اور پھر آپ کی حیات طیبہ میں ہی صحابہ کی ایک کثیر جماعت نے اسے حفظ کیا۔ اس لئے یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید اپنی اصلی شکل و صورت میں محفوظ ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف سر ولیم میور نے یوں کیا ہے۔ "جہاں تک ہمارے معلومات ہیں۔ دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس (قرآن کریم) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو" (دیباچہ لائف آف محمد صفحہ ۲۱) الفضل ما شہدت بہ الاعداء

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور غیر مبایعین

دلیل پنجم

خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ وان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لایھدی من ھومسرف کذاب (سورۃ مومن رکوع ۴)

خداتعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہ اگر یہ نبی جھوٹا ہے۔ تو اس کا جھوٹ اس پر پڑے گا۔ اور اپنے کذب سے ہی ہلاک ہو جائے گا۔ اور اگر یہ سچا ہے۔ تو اس کی بعض پیشگوئیاں جو خدا کی طرف سے کرتا ہے۔ وہ پوری ہو جائینگی۔

گویا خداتعالےٰ نے اس آیت میں دو معیار انبیاء کی صداقت کے متعلق پیش کئے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر وہ جھوٹا ہے۔ تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائے گا۔ اور اگر ہلاک نہ ہوا۔ تو یقیناً یہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔

دوسرا معیار یہ بیان فرمایا۔ کہ اگر یہ سچا ہے۔ تو بعض تم میں سے اس کی پیشگوئیوں کا نشانہ بنیں گے۔ ان ہر دو معیاروں کے رو سے گذشتہ انبیاء کی صداقت ثابت ہے۔ خدا نے ان کو ناکامی اور ہلاکت سے بچایا۔ اور ان کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ پس وہ خدا کے صادق نبی تھے۔ نہ کہ مجدد۔ اس معیار کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت میں پیش کیا ہے۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ آپ بھی نبی ہیں۔ نہ کہ مجدد۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لایھدی من ھومسرف کذاب یعنے یہ اگر جھوٹا ہو گا۔ تو تمہارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو جائے گا اور اس کا جھوٹ ہی اس کو ہلاک کر دے گا۔ لیکن اگر سچا ہے۔ تو پھر بعض تم میں سے اس کی پیشگوئیاں کا نشانہ بنیں گے۔ اور اس کے دیکھتے دیکھتے اس دار الفنا سے کوچ کریں گے۔ اب اس معیار کی رو سے جو خدا کے کلام میں ہے مجھے آزماؤ اور میرے دعوے کو پرکھو۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ ان مولوی صاحبان نے میرے تباہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری طرف آنے والوں پر وہ سختی کی گئی۔ کہ بجز صحابہ کی اس زندگی کے جب کہ میں تھے۔ دنیا میں اس توہین اور تحقیر اور ایذا کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر کچھ خبر بھی ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ یہ ہوا کہ میں ترقی کرتا گیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب دوسرا جز اس آیت کا دیکھو۔ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم یہ معیار بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک ہر ایک شخص جو تیری اہانت کرے گا۔ وہ نہیں مرے گا۔ جب تک وہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے پوچھ لو کہ انہوں نے میرے مقابل پر خدا کے حکم سے کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنے والا بول سکتا ہے کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصبکم بعض الذی یعدکم ہے میری تائید کے لئے ظہور میں نہیں آئی۔" (تحفۃ الندوہ)

دلیل ششم

انبیاء کی صداقت کا ایک معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیش کیا ہے۔ کہ وہ شریف اور اعلےٰ خاندان میں سے ہوتے ہیں۔ پھر اس معیار کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ آپ اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں سے سمجھتے تھے۔ نہ کہ مجدد خیال کرتے تھے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"خداتعالےٰ نے بذریعہ الہام کے مجھے یہ حجت بھی سکھلائی کہ ان کو کہدے۔ کہ رسول اور نبی اور سب۔ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ اور دین حق کی دعوت کرتے ہیں۔ وہ قوم کے شریف اور اعلیٰ خاندان میں سے ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی رو سے بھی ان کا خاندان امارت اور ریاست کا خاندان ہوتا ہے۔ تا کوئی شخص کسی طور کی کراہت کرکے دولت قبول سے محروم نہ رہے۔ سو میرا خاندان ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے الہام مندرجہ صفحہ ۴۹۰ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ینقطع اٰباءک ویبدء منک۔ یعنے سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جس نے تیرے خاندان کی بزرگی سے بڑھ کر تجھے بزرگی بخشی۔ اب تیرے مشہور باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا۔ اور خدا ابتداء خاندان تجھ سے کرے گا جیسا کہ ابراہیمؑ سے کیا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۹)

دلیل ہفتم

خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یعنے کفار سے کہدے۔ کہ اس سے پہلے میں نے ایک عمر تم میں بسر کی ہے۔ پس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کیسا انسان ہوں۔

اس معیار میں خداتعالےٰ نے انبیاء کی صداقت میں دعویٰ نبوت سے پہلی زندگی کے بے عیب ہونے کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ اس کے ماتحت جب ہم گذشتہ انبیاء کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو لاریب سب کو اس معیار صدق نبوت کی رو سے صادق پاتے ہیں۔ یہی معیار صدق نبوت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ پس آپ بھی نبی تھے۔ نہ کہ مجدد۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

" اسی طور سے خداتعالےٰ نے میرے مخالفین اور مکذبین کو ملزم کیا۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں میری نسبت یہ الہام ہے۔ جس کے شائع کرنے پر بیس برس گذر گئے اور وہ یہ ہے۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یعنی ان مخالفین کو کہدے۔ کہ میں چالیس برس تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں۔ اور اس مدت دراز تک یعنی چالیس برس تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو۔ کہ میرا کام افتراء اور دروغ نہیں۔ اور خداتعالےٰ نے ناپاکی کی زندگی سے محفوظ رکھا ہے۔ تو پھر جو شخص اس قدر مدت دراز تک یعنی چالیس برس تک ہر ایک افتراء اور شرارت اور مکر اور خباثت سے محفوظ رہا۔ اور کبھی اس نے خلقت پر جھوٹ نہ بولا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ برخلاف اپنی عادت قدیم کے اب وہ خداتعالےٰ پر افتراء کرنے لگا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۵)

پھر تحریر فرماتے ہیں۔

"اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے۔ کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کرکے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے۔ کہ تا تم غور کرو۔ کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے۔ وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے۔ اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے۔ اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے۔ جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقوےٰ میں قائم رکھا۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

یہ چند قرآنی معیار پیش کئے گئے ہیں جن کی رو سے گذشتہ انبیاء کی نبوت ثابت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اپنی صداقت میں پیش کیا ہے۔ پس آپ بھی نبی ہیں۔ نہ کہ مجدد و محدث۔ اگر آپ کی نبوت سے انکار کیا جائے۔ تو گذشتہ تمام انبیاء کی نبوت کا بھی انکار لازم آتا ہے۔

خاکسار عبد المالک خان مولوی فاضل مبلغین کلاس جامعہ احمدیہ قادیان

مذاہب غیر

جراسندہ سے مقابلہ اور اسکی موت

کرشن جی جراسندہ کے پایہ تخت میں

ایک گزشتہ پرچہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ کرشن جی نے بہت اصرار کے ساتھ یدھشٹر کو اس بات پر آمادہ کیا تھا۔ کہ جراسندہ سے مقابلہ کے لئے ان کے ساتھ بھیم اور ارجن کو روانہ کرے۔ لکھا ہے یہ تینوں اس غرض سے سفر کرتے ہوئے جراسندہ کے پایہ تخت میں پہنچے۔ لیکن اس خیال سے کہ اگر پہچانے گئے تو شہر میں داخل نہ ہو سکیں گے انہوں نے کشتری لباس اتار کر تارک الدنیا برہمنوں کے کپڑے پہن لئے اور پھر اس خیال سے کہ دشمن کے گھر میں عام رستہ یا دروازہ سے داخل ہو کر اس پر وار کرنا ناجائز ہے۔ وہ ایک پہاڑی پر چڑھ کر جو شہر کے ایک طرف واقع تھی شہر کے اندر داخل ہوئے۔

جراسندہ سے ملاقات

ان لوگوں نے اگرچہ بھیس بدلا ہوا تھا۔ لیکن خوشبودار روغن کی مالش اپنے جسموں پر کر رکھی تھی۔ اور پھولوں کے ہار پہنے ہوئے تھے اسی ہیئت میں یہ لوگ جراسندہ کے محل میں داخل ہوئے۔ جراسندہ کو جب علم ہوا۔ کہ تین تارک الدنیا برہمن اسے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ تو وہ فوراً ان سے ملنے کے لئے آ گیا۔ لیکن ان کے گلے میں پھولوں کے ہار اور بدن پر خوشبودار روغن کی مالش سے اسے حیرت ہوئی۔ کہ یہ کیسے تارک الدنیا ہیں۔ مگر اس نے اس استعجاب کو ان پر ظاہر نہ کیا۔ اور آگے بڑھکر تعظیم بجا لانی چاہی۔ لیکن کرشن جی نے اسے کہا۔ ہم تیری پوجا کو قبول نہیں کر سکتے۔

اس پر راجہ کا یہ شبہ قوی ہو گیا۔ کہ یہ لوگ حقیقتاً وہ نہیں جو ظاہر میں بنے ہوئے ہیں۔ اور ان سے پوجا قبول نہ کرنے کی وجہ دریافت کی۔ کرشن جی نے جواب دیا۔ کہ ہم چونکہ تیرے دشمن ہیں۔ اور دشمنی کرنے کی نیت سے ہی یہاں آئے ہیں۔ اس لئے تیری پوجا قبول کرنا پسند نہیں کرتے ہم نے تو یہاں تک احتیاط کی ہے۔ کہ تیرے شہر میں عام دروازہ سے نہیں۔ بلکہ دشمنوں کی طرح پہاڑی پر سے اتر کر آئے ہیں۔

کرشن جی کا مطالبہ

اس پر جراسندہ نے کرشن جی کو جواب دیا۔ کہ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے تجھے کبھی ایذا نہیں پہنچائی۔ اور تیرا کبھی کوئی نقصان نہیں کیا۔ پھر معلوم نہیں۔ تو کیوں میرا اس قدر دشمن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ تو کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو اور مجھے کسی اور کی جگہ سمجھ رہا ہو۔ میں تو حتی الوسع مذہب کے مطابق اعمال بجا لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں کرشن جی نے کہا۔ تو نے کشتریوں پر بہت مظالم کئے ہیں۔ کئی ایک کو قیدی بنا رکھا ہے۔ ان سے حیوانوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ اور پھر اپنی زندگی کو مذہب کے مطابق گذارنے کا مدعی ہے۔ تیرا یہ دعویٰ غلط ہے۔ لیکن ہم لوگ مذہبی آدمی ہیں۔ اور دھرم کی رکشا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم ظالم کا سر کچلنے اور مظلومین کی امداد سے تغافل برتیں گے۔ تو اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر رہیں گے۔ اور ہم اس غرض سے یہاں آئے ہیں۔ کہ ان مظلوم کشتریوں کی امداد کریں۔ اور تجھے ان ظلموں کی سزا دیں۔ ہم برہمن نہیں۔ بلکہ کشتری ہیں اس کے بعد کرشن جی نے اپنا نیز اپنے ساتھیوں کے نام اسے بتائے۔ اور کہا۔ کہ ہم تیرے ساتھ کشتی لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ یا تو ان تمام کشتریوں کو آزاد کر دے۔ جو تو نے قید میں ڈال رکھے ہیں یا ہمارے ساتھ مقابلہ کے لئے میدان میں نکل

جراسندہ کا جواب

کرشن جی کی تقریر کے جواب میں جراسندہ نے کہا۔ کہ آپ لوگوں کو علم ہے۔ کہ میں نے جن لوگوں کو قید کیا ہے۔ میں ان جنگ میں پوری طرح شکست دینے کے بعد اپنا قیدی بنایا ہے جو ہر طرح جائز اور مناسب ہے۔ میں نے انہیں زور بازو سے مغلوب کیا ہے۔ اور میرا حق ہے کہ ان کو اپنی قید میں رکھوں۔ میں اتنا ڈرپوک اور بزدل نہیں۔ کہ تمہاری دھمکیوں سے مرعوب ہو کر انہیں چھوڑ دوں۔ میں شوق کے ساتھ تم لوگوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ خواہ وہ مقابلہ افواج سے ہو یا انفرادی۔ اور میں تم تینوں سے بھی بیک وقت نبرد آزما ہونے کے لئے تیار ہوں۔

جراسندہ کا بھیم سے مقابلہ

کرشن جی نے دریافت کیا۔ کہ اچھا ہم تینوں میں سے تم کس کے ساتھ زور آزمائی پسند کرتے ہو۔ کرشن جی اور ارجن بظاہر اتنے جسیم نہ تھے۔ بلکہ نحیف الجثہ دکھائی دیتے تھے۔ جراسندہ چونکہ بہادر اور خوددار آدمی تھا۔ اس نے ان دونوں کے ساتھ کشتی کرنا اپنی جوانمردی کے خلاف سمجھا۔ اور بھیم سے مقابلہ کی خواہش کی۔ جو بڑے ڈیل ڈول کا آدمی تھا۔ جب یہ مقابلہ طے پا گیا۔ تو راجہ نے ایک بڑے یگ کے انعقاد کا حکم دیا۔ جس میں بہت سے برہمن شامل ہوئے۔ اور خود تیار ہو کر بھیم سے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلا۔ کشتی شروع ہو گئی۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مسلسل چودہ روز تک جاری رہی۔ فریقین نے خوب داد شجاعت دی۔ اور اپنے کمالات دکھائے مگر چونکہ مقابلہ برابر کا تھا۔ اس لئے فیصلہ ہونے میں نہ آتا تھا۔ آخر چودہ روز تک مقابلہ کرنے کے بعد جراسندہ کا دم ٹوٹ گیا۔ اور وہ تھک کر بیٹھ گیا۔ اس پر کرشن جی نے بھیم سے کہا۔ کہ تھکے ہوئے حریف پر سختی کرنا شان بہادری کے خلاف ہے۔ اس لئے جب تک جراسندہ تازہ دم نہ ہو لے اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ لیکن بھیم نے جواب دیا۔ کہ جب راجہ یہ تسلیم ہی نہیں کرتا۔ کہ وہ تھکا ماندہ ہے۔ اور مقابلہ کے لئے بدستور میرے سامنے موجود ہے۔ تو میں کس طرح ہٹ سکتا ہوں جراسندہ بھی کسی قسم کی رعایت لینا اپنے لئے باعث توہین سمجھتا تھا۔ اس لئے مقابلہ پر موجود رہا۔ اور لڑائی از سر نو شروع ہو گئی۔ جراسندہ کا چونکہ دم ٹوٹ چکا تھا۔ اس لئے بھیم نے اسے اٹھا کر اس زور سے زمین پر پٹکا۔ کہ اس کی جان نکل گئی۔

جراسندہ کی موت کے بعد

جراسندہ کے مرنے کے بعد کرشن جی نے بھیم اور ارجن کو رتھ پر سوار کیا۔ اور خود رتھ بانی کرتے ہوئے انہیں لے کر قلعے میں داخل ہوئے۔ تمام قیدی راجوں۔ مہاراجوں کو آزاد کیا اور انہیں اپنے ساتھ لے کر شہر کے باہر ڈیرے ڈال دئے جہاں تمام آزاد کردہ راجوں نے نذریں پیش کیں۔ آپ نے انہیں تلقین کی۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر راجسو یگ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ اس میں ان کی مدد کریں۔ اور ان کے ساتھ اظہار عقیدت و اخلاص کریں۔ جسے ان سب نے بخوشی منظور کیا۔ جراسندہ کا بیٹا سہدیو بھی تحائف لے کر کرشن جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ نے تمام ملک و سلطنت اس کے حوالہ کر کے اسے باپ کی گدی پر بٹھا دیا۔ اور خود واپس آ گئے۔

یگ کی تیاریاں

جراسندہ کا اس طرح خاتمہ کرنے کے بعد جب کرشن جی اپنے ساتھیوں کو لے کر یدھشٹر کے پاس پہنچے۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور کئی طرح اظہار تعظیم و تکریم کی۔ اب یگ کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ پانڈوں کا ایوان شاہی جس کا ذکر ایک گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ نہایت اہتمام کے ساتھ سجایا گیا۔ تمام ہندوستان کے راجگان کو دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ قیمتی سے قیمتی اشیاء ہون کے لئے دور دراز کے مقامات سے منگا لی گئیں۔ شہر سے باہر میلوں تک خیمے وغیرہ لگا کر مہمانوں کے لئے قیام گاہیں تیار کی گئیں۔ خیرات کے لئے بہت سا سونا چاندی۔ جواہرات۔ قیمتی پارچات اور زیورات وغیرہ جمع کئے گئے۔ غرضیکہ نہایت عظیم الشان پیمانہ پر یگ کی تیاریاں کی گئیں۔ جس کی تفاصیل دوسرے مضمون میں پیش کی جائیں گی۔

مالابار کے لئے مجاہدین کی ضرورت

تین چار ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ احباب ان مظالم کے متعلق تھوڑی سی سرگذشت اخبار کے صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ جو مالابار کے احمدیوں پر کئے گئے اگرچہ مخالفت بدستور جاری ہے۔ افراد جماعت احمدیہ مالابار کو مخالفین نے ظلم وستم کا تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔ لیکن اس ضمن میں یہ بات معلوم کر کے اطمینان وشکریہ کا باعث ہے۔ کہ ان مظلوم بھائیوں کی احمدی دوستوں نے کسی نہ کسی رنگ میں جو امداد کی ہے اس سے مالابار کے احمدیوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے اور وہ مرکز واحباب سے بروقت امداد پہنچنے پر مخالفت کا مقابلہ صبر واستقلال کے ساتھ کر رہے ہیں۔

جن دوستوں نے اپنے ان غریب اور بے کس بھائیوں کی امداد کے لئے لبیک کہا ہے۔ ان میں جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کو دوسری جماعتوں پر نمایاں سبقت حاصل ہوئی ہے۔ ابھی تک مالابار کی جماعت کی مشکلات حل نہیں ہوئیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ نے جماعت مالابار کو مزید امداد بہم پہنچانے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس طرح ملکانہ میں احباب نے اپنے آپ کو تین تین ماہ کے لئے والنٹیر کیا تھا۔ ایسا ہی وہ اب بھی کریں۔ خود جائیں۔ یا معاوضہ میں اخراجات بھیج دیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منظور فرمایا ہے۔ اور نظارت دعوۃ وتبلیغ کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ احباب کے ذریعہ سے مالابار کی جماعت کی اس وقت تک مدد کرتی رہے۔ تاوقتیکہ ان کو ظلم وستم سے نجات حاصل ہو۔

لہذا میں تمام احباب کو اس کار خیر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ احباب اس کام کے لئے اپنے نام جلد سے جلد پیش کریں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً۔ یعنے مومن دوسرے مومن کے لئے ایک ایسی عمارت کی طرح ہوتا ہے۔ کہ جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ اس لئے اجتماعی فریضہ کو نظر انداز کرنے کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ اپنی بنیادوں کو خود اپنے ہاتھوں سے کھوکھلا کیا جائے۔ آج جماعت احمدیہ دنیا میں اس لئے کھڑی کی گئی ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو دوبارہ زندہ کرے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ اپنی ممتاز حیثیت کو اس اڑے وقت پر جو مالابار میں بھائیوں کو درپیش ہے بھولے گی نہیں۔ اور ہمارے مجاہدین جلد سے جلد اپنے آپ کو اس کار خیر کے لئے پیش کریں گے

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

اصلاح کا ایک بہت اعلیٰ طریق

محمد ابراہیم صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ سانگھڑ گڑھ جنہوں نے سالکین کی فہرست میں اپنا نام درج کرایا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی اور دوسرے احباب کی روحانی اصلاح کا ایک بہت اعلیٰ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ سالکین میں نام لکھانے والے دوسرے اصحاب کو بھی چاہیئے۔ کہ اس طرف توجہ کریں۔ اس سے انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ اور ان کا اپنا علم بھی ترقی کرے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں۔

خاکسار نے اپنی اور دوسروں کی تربیت کرنے کے لئے سالکین میں نام پیش کیا ہوا ہے۔ خدا کے فضل اور حضور کی دعاؤں کے طفیل خاکسار بہترین طریقہ کسی کو سمجھانے کا صرف یہ استعمال کرتا ہے۔ کہ جو خرابی کسی فرد میں یا چند افراد میں دیکھی۔ حضور کے سابقہ خطبوں میں سے اس کے متعلق مضمون دیکھ کر ان کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا۔ جس سے نمایاں فائدہ نظر آتا ہے۔ چنانچہ جب پچھلے دنوں جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ تو حضور کا محبت اور صلح کے متعلق خطبہ سنایا گیا۔ اور جب امیر صاحب کے خلاف چند لوگوں نے شور مچا کر جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی۔ تو خاکسار نے حضور کا وہ مضمون جس میں امارت بنگال کے متعلق فیصلہ ہے۔ اور امیر کے عہدہ کی تشریح ہے۔ پڑھ کر سنایا۔ پھر چند تیز زبان احمدیوں کو حضور کا خطبہ دائمی عاجزی اور انکساری پڑھ کر اچھی طرح ذہن نشین کرایا۔ اسی طرح قرضہ لے کر نہ دینے کے متعلق بھی۔ ان کے علاوہ موقع محل کے مطابق دس گیارہ خطبے اور مضمون کبھی کسی خاص شخص کو کبھی عام کو سنائے گئے۔ جن سے خدا کے فضل سے ایک حد تک کامیابی ہوتی رہی۔

آنریری انسپکٹر بیت المال

منشی عبدالرحمٰن صاحب گرداور قانونگو کو۔ انجمن احمدیہ بہرام پور وغیرہ کا آنریری انسپکٹر بیت المال مقرر کیا گیا تھا. لیکن منشی صاحب موصوف تبدیل ہو کر چلے گئے ہیں۔ اس لئے مندرجہ ذیل انجمنوں کے لئے منشی نبی بخش صاحب احمدی ساکن اجمیر ضلع ہوشیارپور کو آنریری انسپکٹر بیت المال مقرر کیا گیا ہے ہر مقامی جماعت کے عہدہ داران واحباب ان کے کام میں تعاون فرمائیں

انجمن احمدیہ بہرام پور بشمول نور پور ضلع ہوشیارپور۔ (۲)

(ناظر بیت المال)

ڈاکٹر خالد شیلڈرک کا لکھنؤ میں لیکچر

ڈاکٹر خالد شیلڈرک صاحب نے لکھنؤ تشریف لا کر سول ملٹری ہوٹل میں قیام کیا۔ ۲۶ راگست ۱۹۳۴ء کو بوقت ۷ بجے شام گنگا پرشاد میموریل ہال امین آباد میں لیکچر دیا۔ مولانا محمد صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی نے اس یوروپین کی یہ تعریف فرماتے ہوئے کہ داخل اسلام ہوئے اور ہمارے بھائی ہیں۔ کہا صاحبان ان کا لیکچر دل لگا کر سنیں اس کے بعد خالد شیلڈرک صاحب کھڑے ہوئے جس پر حاضرین جلسہ نے تالیاں بجائیں۔ ان تالیوں کے بعد خالد صاحب نے سب کو سلام کیا۔ اور بیان فرمایا جسے یہ عاجز خلاصتاً تحریر کرتا ہے۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ ابتدا سن تمیز سے مجھ کو مذہب سے شوق دامن گیر رہا۔ میں نے جب سورۃ فاتحہ کو پڑھا تو رب العالمین کے الفاظ نے مجھ کو داخل اسلام کیا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ کسی مذہب میں اس انداز کی دعا ہرگز نہیں۔ جب میں نے اسلام قبول کیا تو میرا باپ مجھ سے بے حد خفا ہوا۔ وہ زمانہ میرے لئے کشمکش کا تھا میں چین چلا گیا۔ وہاں کے باشندوں نے مجھے ... مجھے مسلمانوں سے یہ شکایت ہے کہ وہ کہتے ہیں دیگر اقوام اسلام سے ناراض ہیں۔ حالانکہ وہ ناراض نہیں بلکہ مسلمان اسلام کو ان تک خوبی کے ساتھ پہنچاتے نہیں۔ میں ملک در ملک سفر کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا اور خوب غور کر کے دیکھا ہے کہ قادیانیوں کی جماعت اسلام کی خوب تبلیغ کرتی ہے۔ ہر مسلمان کو اس جماعت کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔ یہ لوگ مجھ کو جزائر میں ملے بے حد تبلیغ کرتے ہیں ... اور کو اس طور سے نہیں دیکھا۔ پھر تصاویر مساجد کی لیمپ اور روشنی کے سامنے کر کے اسٹیج پر لوگوں کو معائنہ کرایا۔ لیکچر ختم ہوا۔ تو عاجز نے تبلیغی لٹریچر جو انگریزی میں طبع شدہ قادیان سے آیا ہوا تھا۔ کثرت سے تقسیم کیا۔

(خاکسار۔ مرزا کبیر الدین احمد از لکھنؤ)

اعلان

چوہدری حکم الدین۔ سکنہ بھینی بانگر اور چوہدری لکھا نے اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدیوں کو دے دیا ہے۔ اس لئے ان ہر دو کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے (ناظر امور عامہ)

اندھاپن کی روک تھام کی ضرورت

آنکھوں کی صفائی کے متعلق ضروری ہدایات

(۲)

ڈاکٹروں کا فرض

اندھاپن کے روکنے کے لئے آنکھوں چہرہ اور ہاتھوں کی صفائی اور پاکیزہ عادات نہایت ضروری ہیں۔ اس کے لئے ملک میں تعلیم اور پروپیگنڈا کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹروں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس پروپیگنڈا کو شروع کریں۔ اور اسے جاری رکھیں۔ میں اس وقت کا منتظر ہوں۔ جبکہ ایک ڈاکٹر اپنے موتیا بند کے کامیاب اپریشنوں کی تعداد پر فخر کرنے کی بجائے ایسے لوگوں کی تعداد پر فخر کرے گا۔ جن کی آنکھوں کو اس نے "انفکشن" سے بچایا ہو۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر پنجابی گھر میں اس خیال کو پہنچایا جائے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ ہر پنجابی باشندہ اس بات کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے۔ کہ آنکھ کے اپریشن کے لئے کونسا موسم زیادہ مناسب ہے۔ آنکھوں کی صفائی کا گھروں۔ گاؤں۔ شہروں اور انتظامات آب رسانی کی صفائی اور تعلیمی حالات سے گہرا تعلق ہے۔ اور دیہاتی اصلاح کے کام میں بڑے شہر ... ... زیر نگرانی نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ آنکھوں کی صفائی کے انتظام کو بھی شامل کر لینا چاہیئے۔

ضروری امور

اس کام کے متعلق میں کوئی جامع اور ہر علاقہ کے مناسب حال سکیم بیان نہیں کر سکتا۔ صرف بعض امور کی طرف۔ جو میرے خیال میں ضروری ہیں۔ توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

(۱) مسٹر بینڈوکن صاحب کے تجربہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ہر ایک گاؤں میں اگر ایک با رسوخ شخص آنکھوں کی صفائی میں ذاتی طور پر خاص دلچسپی لینا شروع کر دے۔ تو مفید ہو سکتا ہے۔ اور اس انتظام میں ڈپٹی کمشنر صاحبان اور مزدوروں کو ملازم رکھنے والے ذی اثر اصحاب بہت مدد دے سکتے ہیں۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ کہ اس قسم کے اشخاص نہ تو گورنمنٹ کے ملازم ہوں۔ اور نہ ہی ڈاکٹر۔ ہاں انہیں افسروں کی اخلاقی مدد حاصل ہونی چاہیئے۔

(۲) اس پروپیگنڈا کا بنیادی پتھر سکول کا ہیڈ ماسٹر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان خیالات کو بچوں کے دلوں میں راسخ کرنے میں اساتذہ سے بڑھ کر کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پھر بچوں کے ذریعہ سے ان کے والدین کو ان امور سے خبردار کرنا بہت آسان ہوگا۔ سکول کا استاد سرخ آنکھوں والے اور ان بچوں کو جن کی آنکھوں سے گید بہتی ہو۔ دوسرے بچوں سے علیحدہ کر کے تندرست آنکھوں کو "انفکشن" سے بچا سکتا ہے۔ میں اس امر سے متفق نہیں۔ کہ غیر اطباء کو اجازت دی جائے۔ کہ امراض چشم کا علاج کریں۔ بلکہ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ دکھتی آنکھوں والوں کا اور جن کی آنکھوں سے گید بہتی ہو۔ صرف ڈاکٹر سے ہی علاج کرایا جائے۔ ہاں صرف یہ اجازت دی جا سکتی ہے۔ کہ آنکھوں کو نمک ملے ہوئے پانی کے ساتھ جس میں کسٹر آئیل کا ایک قطرہ ملا ہوا ہو۔ دھو لیا جائے۔ کیونکہ اس سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں۔ اگرچہ لڑکوں کو آنکھوں کی صفائی کے متعلق تعلیم دینا ضروری ہے۔ لیکن لڑکیوں کو اس امر کی تلقین کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ استاد اور استانیاں اس بات کا خاص اہتمام کریں۔ کہ بچے اپنے ہاتھ اور چہرے اور آنکھیں صاف رکھیں۔ اور جن بچوں کی آنکھوں سے پانی بہتا ہو۔ یا جن کی آنکھیں سرخ ہوں۔ وہ دوسرے بچوں سے علیحدہ رہیں۔ تاکہ "انفکشن" نہ پھیلے۔ اس ضمن میں ڈائرکٹر صاحب محکمہ تعلیم اساتذہ کے نام ہدایات جاری فرما کر اور سکولوں کے معائنہ جات میں اس امر کی نگرانی کا حکم دے کر بہت مفید امداد دے سکتے ہیں۔ سکولوں کی کتابوں میں آنکھوں کی حفاظت کے متعلق بعض اسباق شامل کئے جاتے ہیں۔

(۳) صحت عامہ کے محکمہ کے افسران بھی جو تجربہ کار ڈاکٹر ہیں۔ صفائی اور پاکیزگی کی روشنی کو پھیلانے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ اس محکمہ کے چیچک کا ٹیکہ لگانے والے ملازمین خاص طور پر مفید ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اول تو مرض چیچک کے انسداد سے جس کے نتیجہ میں کئی لوگ اندھے ہو جاتے ہیں۔ وہ اندھاپن کی روک تھام کرتے ہیں۔ دوسرے میری تجویز ہے۔ کہ ملک میں آنکھوں کی صفائی کے متعلق تحریک کرنے کی انہیں ہدایات دی جائیں۔ اور اس کام کو ان کے فرائض میں شامل کیا جائے۔

(۴) ریڈ کراس سوسائٹی اس بارے میں بہت بڑا کام کر رہی ہے۔ خصوصاً جونیر ریڈ کراس سوسائٹی۔ یہ سوسائٹیاں مختلف مقامات پر آنکھوں کے متعلق لیکچر دے رہی ہیں۔ اور ٹریکٹ تقسیم کرتی ہیں۔

(۵) زچوں اور بچوں کی بہبودی کے مرکزوں کو اس تحریک کا دوسرا بنیادی پتھر سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہاں ہمیں چھوٹے بچوں اور ان کی ماؤں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں پنجاب کے ۴۰۳ مقامات پر اس قسم کے مرکز جاری تھے۔ جہاں ۱۵ ہزار ماؤں کو تعلیم دی گئی۔ اور ۱۲ ہزار حاملہ عورتوں کو طبی مشورہ دیا گیا۔ اور ۱۴۰۵ دائیوں کو تعلیم دی گئی۔ جن میں ۷۱۵ نے کامیاب سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ آنکھوں کی حفاظت کے متعلق جو وسیع کام ان مرکزوں کے ذریعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کا اندازہ ہر ایک شخص آسانی سے لگا سکتا ہے۔ اس ضمن میں لڑکیوں کی تعلیم کو ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے۔ نوزائیدہ بچوں کی آنکھوں کی بعض بیماریاں بھی اندھے پن کا موجب بن جاتی ہیں۔ اس لئے دائیوں کو ہدایت کی جائے۔ کہ بچوں کی آنکھوں کو دھویا کریں۔ اور ان کی آنکھوں میں پانی کے قطرات جس میں ایک فیصدی سلور نائٹریٹ گھلا ہوا ہو۔ ٹپکایا کریں۔ اور سلور نائٹریٹ کے استعمال کو صرف اسی موقعہ پر جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

بھدرواہ کے متعلق اطلاع

۱۹ اگست کے پرچہ میں بھدرواہ کے غیر احمدیوں کا جو اعلان غیر مبایع مناظر کے متعلق شائع ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ اس سے غیر مبایعین میں سخت بے چینی پھیل گئی ہے۔ اور اب ان اشخاص میں سے جو کسی نہ کسی طرح ان کے رعب میں آ سکتے ہیں۔ انکاری دستخط کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سنا گیا ہے۔ ماسٹر نصیر الدین صاحب نے ایک مبہم سی تحریر لکھ دی ہے۔ اسی طرح بعض اور نے ایسا کیا۔ لیکن دوسرے معززین اپنی بات پر قائم ہیں۔ (نامہ نگار)

عظیم الشان خوشی پر عظیم الشان رعایت

جو لوگ اپنے خطوط ۱۰ ادا ۱۲ ستمبر ۱۹۳۴ء کو ڈاک خانہ میں ڈالینگے انہیں ایک روپیہ کی چیز ۸ پر ملیگی

کارخانہ کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کی خوشی میں اکثر دوستوں کی طرف سے یہ تقاضا ہو رہا تھا کہ ادویہ میں خاص رعایت دی جائے۔ تاکہ ہم بھی اس خوشی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ لہٰذا کارخانہ نے دوستوں کے اس معقول مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے یہ غیر معمولی رعایت دی ہے۔ اس لئے آپ صاحبان کو اس سنہری موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ورنہ بعد میں کف افسوس ملنے پڑیں گے۔ کیونکہ پھر جلد کوئی رعایت کا موقع نہ رہیگا۔

موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ نصف قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

حضرت مسیح موعود کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ لہٰذا آپ کو بھی یہی بہترین سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت ہی مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔"

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور بناتا اس اکسیر کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گرے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ ملیریا بخار کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری کے دور کرنے کیلئے بھی بے نظیر چیز ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ نصف دو روپے آٹھ آنے (ع۴) محصولڈاک علاوہ۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم

اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل سے آپ کو یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لے کر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے کہ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی دلیل صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت۔ جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آنا زمانہ پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں۔"

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اسے بچا لیا۔ اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک سے دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری عنبر۔ یوہمبین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے نصف قیمت دس روپے محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر نثیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکہارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز کر چکی تھی اور جو کہ کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔" اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب (مثیل) نہیں رکھتی۔ آپ اکسیر بہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہمارا یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست ونابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے نصف قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کے لئے کافی ہے۔ ایک روپیہ نصف ۸ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ قولنج کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تپ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے تریاق۔ نقصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنہ۔ نصف قیمت ایک روپیہ دو آنہ (عہ ۱)

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ۔ جس سے جوہر حیات کو خالص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کاری کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جلد واثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک ۸ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ضعف معدہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گڑ گڑ کرنا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ اسہال۔ ریاح کھانسی دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ دل کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے نصف ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضاء اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور تعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو۔ کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت دو روپے۔ رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپیہ کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت یکصد گولی دو روپیہ رعایتی نصف قیمت ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

مچھر پروف

جس کی بو سے مچھر بھاگ جاتا ہے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ رعایتی قیمت دس آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی سے یکم ستمبر کی اطلاع ہے کہ دو ہندوستانی گورمکھ سنگھ اور پرتھی سنگھ جو کابل جیل میں مقید تھے رہا کر دیئے گئے ہیں۔ ان کو ۱۵-۱۹۱۴ء کے مقدمہ سازش لاہور میں پھانسی کی سزا ہوئی تھی۔ جو بعد ازاں عبور دریائے شور کی صورت میں تبدیل کر دی گئی۔ دونوں ۲۳ء تک جیل میں رہے بعد ازاں بھاگ گئے اور ۳۱ء تک ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ وہ کابل میں مقیم ہیں۔ نادر شاہ سابق شاہ افغانستان نے ان کو افغانستان سے نکل جانے کا حکم دیدیا جس پر وہ روس چلے گئے مگر ۳۲-۳۳ء میں پھر کابل آنے پر قید کر لئے گئے۔ اب ان ہر دو کو کنگ ظاہر شاہ نے بری کر دیا ہے۔

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں یکم ستمبر کو حکومت کی سرخ پوشوں پر عائد کردہ پابندیوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا کہ سرخ پوشوں کی گذشتہ تحریک میں تشدد کی بو آنے کی وجہ سے حکومت نے پابندیاں عائد کی تھیں۔ اور وہ اس وقت تک عائد رہیں گی جب تک حکومت اپنے آپ کو ان سرگرمیوں کے اثرات سے محفوظ نہیں سمجھ لیتی۔

شہزادہ جارج (پرنس آف ویلز) اور شہزادی مارینا کی شادی کے متعلق لندن کی ایک اطلاع کے مطابق سرکاری طور پر اگرچہ کوئی دن مقرر نہیں ہوا۔ مگر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ رسم موسم خزاں میں ادا ہوگی۔ شہزادہ جارج ۷ ستمبر کو لندن آئیں گے اور شہزادی مارینا اپنے والدین کے ہمراہ بعد میں تشریف لائیں گی۔

ہر ہٹلر نے ۳۰ اگست کی اطلاع کے مطابق ایک نیا حکم نافذ کیا ہے۔ جس کے رو سے پرائیویٹ یا سرکاری ملازمتوں پر جتنے ۲۵ برس سے کم عمر کے کنوارے لڑکے یا لڑکیاں ہیں ان سب کو ملازمتوں سے برطرف کر دیا جائے گا۔ اور ان کی جگہ زیادہ عمر کے لوگ خصوصاً وہ جنہیں بڑے بڑے کنبوں کی پرورش کرنی پڑتی ہے۔ ملازم رکھے جائیں گے۔

خان عبد الغفار خان نے ۳ ستمبر کو الہ آباد میں ایک نمائندہ پریس سے کہا کہ ذاتی طور پر میں مجالس آئین ساز میں داخلہ کو کوئی مفید کام نہیں سمجھتا۔ تاہم جہاں تک کانگرس سے جذبۂ وفاداری کا تعلق ہے۔ میں کانگرس اور اس کی اگزیکٹو کمیٹی کے فیصلوں کی مخالفت نہیں کروں گا

واردھا میں ۸ ستمبر کو کانگرس کی ورکنگ کمیٹی اور پارلیمنٹری بورڈ کی ایک مشترکہ میٹنگ منعقد ہونی قرار پائی ہے۔ سردار پٹیل نے ایسوسی ایٹڈ پریس سے ایک انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ ممکن ہے اس مشترکہ اجلاس میں نیشنلسٹ پارٹی اور کانگرس کے درمیان کسی سمجھوتہ کی راہ نکل آئے۔

برلن سے ۴ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ ہر ہٹلر کے دست راست جنرل گورنگ نے مزید ۴۲ سیاسی قیدیوں کو جن میں سوشل ڈیموکریٹک اور کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کی اکثریت ہے رہا کر دیا ہے۔

حکومت شام اور حکومت عراق کے درمیان ایک اطلاع کے مطابق یہ طے پایا ہے کہ دمشق اور بغداد کے درمیان سلسلہ ٹیلیفون قائم کیا جائے۔ چنانچہ کام شروع کر دیا گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ ۱۱ ستمبر میں تکمیل پذیر ہو جائیگا

نیو یارک سے ۲ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ مسٹر روز ویلٹ صدر جمہوریہ امریکہ کی بیوی کو ایک تہدید آمیز خط موصول ہوا ہے۔ جس میں ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار ڈالر کا مطالبہ کیا گیا ہے بصورت عدم ادائیگی لفافہ بھیجنے والے نے یہ دھمکی دی ہے کہ مسٹر روز ویلٹ کے تمام پوتوں کو اغوا کر لیا جائے گا۔ اور صدر موصوف کو جسمانی نقصان پہنچایا جائے گا۔ اس سلسلہ میں تاحال ایک شخص کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔

بمبئی کانگرس کے اجلاس میں پریذیڈنٹ کے سوال پر بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی کے ممبروں میں اختلاف پیدا ہو گیا بعض خان عبد الغفار خان کا اور بعض بابو راجندر پرشاد کا نام پیش کرتے ہیں۔ ۱۵ ستمبر کے اجلاس میں اس کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

رانچی سے یکم ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ دریائے پدما میں جس قدر خوفناک سیلاب آیا ہے۔ اس کی نظیر اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ راجشاہی کی مغربی حد کی طرف جس قدر دیہات ہیں وہ سب پانی میں ڈوب چکے ہیں۔ فصلوں کا بہت نقصان ہوا ہے۔ اور آدمی و جانور مچانوں پر بیٹھے اپنی زندگی کے دن گذار رہے ہیں۔

کانگرس کی جائداد کی ضبطی کے ضمن میں یکم ستمبر کو ہوم سکرٹری نے کونسل آف سٹیٹ میں بتایا۔ کہ کانگرس کی غیر منقولہ جائداد تو اسی وقت واپس کر دی گئی تھی۔ جس وقت کہ حکومت نے کانگرس سے تمام پابندیاں ہٹائی تھیں۔ البتہ منقولہ جائداد حکومت نے انڈین کریمنل امنڈمنٹ ایکٹ کی دفعہ ۱۷ ۶ کے ماتحت ضبط کر لی ہوگی۔

کولمبو سے یکم ستمبر کی اطلاع ہے کہ سیلون کے جنوبی علاقوں میں خشک سالی کی وجہ سے گھاس اور پانی کی اتنی قلت ہوگئی ہے۔ کہ متعدد مویشی مرتے جا رہے ہیں۔ اس علاقہ میں تقریباً سب کنوئیں خشک ہو گئے ہیں اور پانی کی قلت کو بہت بری طرح محسوس کیا جا رہا ہے۔

جنگ عظیم میں ہندوستانی افواج کے اخراجات کی تفصیل دریافت کرنے کے لئے یکم ستمبر کو کونسل آف سٹیٹ میں مسٹر حسین امام نے سوال کیا۔ تو کمانڈر انچیف نے جواب دیا کہ حکومت اس ضمن میں کچھ ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔

مدراس سے ۳ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ وہاں ۲ ستمبر ایک کتاب کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے جو تامل زبان میں کیتھولک چرچ کے ایک پادری ریورنڈ این جے ایم نے لکھی ہے۔ اور جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات والاصفات پر نازیبا حملے کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے جلسہ منعقد کیا۔ جلسہ گاہ سے دو سو گز کے فاصلہ پر آریہ سماجیوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ آریوں اور مسلمانوں میں شدید لڑائی ہوئی۔ جس میں دس مسلمان اور تین ہندو مجروح ہوئے۔